سماجی انصاف، ہمدردی اور شہری ذمہ داری کے اصول

Principles of Social Justice, Compassion, and Civic Duty

Dr. Mahmood Ahamd
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, Lahore.
Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, Lahore.
Mubarra Jamshaid
M.Phil. scholar, Islamic studies, NCBA & E, Lahore.

Abstract

The betterment of society is a collective endeavor that requires the active participation and commitment of individuals. This abstract explores the significance of our responsibility in contributing to the improvement of society. It emphasizes the interconnectedness of individuals within a community and highlights the moral and ethical imperatives driving our engagement. Drawing upon principles of social justice, compassion, and civic duty, the abstract underscores the multifaceted nature of societal betterment and the diverse ways in which individuals can contribute. From promoting education and healthcare to advocating for environmental sustainability and human rights, each person holds a unique role in fostering positive change. The abstract also addresses challenges and barriers to societal improvement, including inequality, discrimination, and apathy, emphasizing the importance of collective action and solidarity. Ultimately, it calls upon individuals to recognize their agency and potential impact in shaping a more just, equitable, and compassionate society for present and future generations. There are many factors that influence our character and are important for social improvement. Considering these factors, we should make our role positive and constructive so that we can become the bearer of social development.

Keywords: Betterment, Moral qualities, Educational opportunities, Social interactions, Social media

معاشرے کی بہتری ایک لازمی کوشش ہے جس کے لئے افراد کی فعال شمولیت اور عزم کی ضرورت ہوتی ہے۔ کمیونٹی کا ہر رکن اجتماعی فلاح و بہبود اور ترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ یہ مضمون سماجی بہتری کو فروغ دینے میں ہمارے انفرادی کردار کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے، مختلف راستوں کی تلاش کرتا ہے جن کے ذریعے ہم بامعنی تعاون کرسکتے ہیں۔ یہ ہماری مصروفیت کو چلانے والے اخلاقی اور اخلاقی تقاضوں کی نشاندہی کرتا ہے اور معاشرے کے وسیع تر تانے بانے کے اندر ہمارے اعمال کے باہمی ربط پر زور دیتا ہے۔

سماجی بہتری کے لئے انفرادی شراکت

معاشرتی بہتری کے لئے ہماری انفرادی ذمہ داری کا اہم ہے۔ ہر شخص منفرد صلاحیتوں، وسائل اور نقطہ نظر کا حامل ہوتا ہے جسے عام بھلائی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چاہے روزمرہ کی بات چیت میں رحم دلی اور ہمدردی کے کاموں کے ذریعے یا نظام ی مسائل کو حل کرنے کے مقصد سے زیادہ منظم اقدامات کے ذریعے، ہر شراکت میں ظاہری طور پر تبدیلی لانے اور مثبت تبدیلی لانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

تعلیم اور علم کا فروغ :

سماجی ترقی کے لئے سب سے طاقتور اوزار میں سے ایک تعلیم ہے. ہر سطح پر تعلیم میں سرمایہ کاری کرکے، افراد دوسروں کو اپنی پوری صلاحیت تک پہنچنے، غربت کے چکر کو توڑنے اور معاشرے میں بامعنی کردار ادا کرنے کے لئے بااختیار بناسکتے ہیں. چاہے وہ رضاکارانہ طور پر اساتذہ یا سرپرستوں کے طور پر کام کریں، تعلیمی اصلاحات کی وکالت کریں، یا ایسے اقدامات کی حمایت کریں جن سے معیاری تعلیم تک رسائی میں اضافہ ہو، افراد اپنی برادریوں کے فکری اور سماجی منظر نامے کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سماجی انصاف اور انسانی حقوق کی وکالت :

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2, 2023

انصاف اور مساوات کا حصول معاشرے کی بہتری کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ پسماندہ اور مظلوم گروہوں کے حقوق کی وکالت کریں، امتیازی سلوک کو چیلنج کریں، اور زیادہ جامع اور مساوی معاشرے کی تشکیل کے لئے کام کریں۔ اس میں احتجاج اور مظاہروں میں حصہ لینا، نچلی سطح کی تنظیموں کی حمایت کرنا، یا پسماندہ آوازوں کو بڑھانے کے لئے کسی کے پلیٹ فارم کا استعمال کرنا شامل ہو سکتا ہے۔

ماحولیاتی استحکام کو فروغ دینا :

موجودہ اور آنے والی نسلوں کی فلاح و بہبود کے لئے ماحولیات کا تحفظ ضروری ہے۔ افراد اپنی روزمرہ زندگی میں پائیدار طریقوں کو اپنا کر، فضلے کو کم کرنے، توانائی کے تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کرنے والی پالیسیوں کی وکالت کر کے ماحولیاتی بہتری میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ ماحولیاتی سرپرستی کی ثقافت کو فروغ دے کر، افراد آب و ہوا کی تبدیلی کے اثرات کو کم کر سکتے ہیں اور مستقبل کے رہائشیوں کے لئے سیارے کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

شہری مصروفیت اور کمیونٹی کی تعمیر کو فروغ دینا:

شہری زندگی میں فعال شرکت برادریوں کے سماجی تانے بانے کو مضبوط کرتی ہے اور اپنائیت اور یکجہتی کے احساس کو فروغ دیتی ہے۔ افراد مقامی خدشات کو دور کرنے اور لچکدار، جامع برادریوں کی تعمیر کے لئے کمیونٹی آرگنائزنگ، رضاکارانہ اور شہری قیادت کے کردار میں مشغول ہو سکتے ہیں۔ روابط کو فروغ دینے اور تعاون کے جذبے کو فروغ دینے سے ،افراد مکالمے، تعاون اور اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لئے جگہ پیدا کر سکتے ہیں۔

چیلنجز اور رکاوٹیں:

معاشرتی بہتری کے لئے انفرادی شراکت کی اہمیت کے باوجود، فطری چیلنجز اور رکاوٹیں موجود ہیں جو ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ ان میں بے حسی، تسکین اور عدم مساوات اور ناانصافی کے مضبوط نظام شامل ہیں۔ ان رکاوٹوں پر قابو پانے کے لئے مستقل کوشش، لچک اور اجتماعی کارروائی کے عزم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان چیلنجوں کا سامنا کرنے اور مل کر کام کرنے سے افراد جمود پر قابو پا سکتے ہیں اور بامعنی تبدیلی لا سکتے ہیں۔

معاشرے کی بہتری میں ہماری ذمہ داری ایک اخلاقی ضرورت ہے جو انفرادی مفادات سے بالاتر ہے اور انسانیت کی وسیع تر فلاح و بہبود کا احاطہ کرتی ہے۔ ہماری ایجنسی کو تسلیم کر کے اور سماجی تانے بانے میں فعال شراکت داروں کے طور پر اپنے کردار کو قبول کر کے، ہم ایک زیادہ منصفانہ، منصفانہ اور ہمدرد دنیا میں حصہ ڈال سکتے ہیں۔ چاہے تعلیم کو فروغ دینے، سماجی انصاف کی وکالت کرنے، ماحولیاتی استحکام کو فروغ دینے، یا کمیونٹی یکجہتی کی تعمیر کے ذریعے، ہر فرد کے پاس فرق پیدا کرنے کی طاقت ہے. اجتماعی اقدامات اور مشترکہ عزم کے ذریعے ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں جو ہمارے اعلیٰ ترین نظریات اور امنگوں کی عکاسی کرتا ہو۔

ہمارا کردار معاشرے کی بہتری میں اہم اور مؤثر ہوتا ہے۔ جب ہم اچھے اور ذمہ دار افراد کے طور پر عمل کرتے ہیں، تو ہم مثبت تبدیلیاں لانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہمارا کردار دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہونا چاہیے۔ جب ہم ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو خوبصورت اخلاقی قابلیتوں کا حامل ہو، تو دوسرے لوگ بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور اس کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارا کردار انفرادی اور سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیں خود کو تعلیمی مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہم اپنی ترقی کر سکیں اور دوسروں کو بھی تعلیم و تربیت کے مواقع فراہم کر سکیں۔ ہمارا کردار معاشرتی تعاملات پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ ہمیں دوسروں کی عزت کرنی چاہیے، احساسات کو سمجھنا چاہیے، اور دوسرے لوگوں کی مدد کرنے کی صلاحیت رکھنی چاہیے۔ ہم دوسروں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے خوبصورت تعاملات کا سفر طے کر سکتے ہیں۔

آج کے دور میں سوشل میڈیا کا استعمال ہمارے کردار پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ ہمیں ایسا مواد شیئر کرنا چاہیے جو معاشرتی بہتری کو ترویج کرتا ہو۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی خاطر ہمیں سوشل میڈیا پر پاکیزہ خیالات، اطلاعات کو درستی کے ساتھ شیئر کرنا چاہیے۔ ہمارا کردار ہماری سوچوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب ہم اپنی سوچ کو مثبت اور تعمیری بناتے ہیں، تو ہمارا کردار بھی اس کو متاثر کرتا ہے اور معاشرتی بہتری کا حامل بن جاتا ہے۔

یہاں پر بہت سے عوامل ہیں جو ہمارا کردار متاثر کرتے ہیں اور معاشرتی بہتری کے لئے اہم ہوتے ہیں۔ ہمیں ان عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کو مثبت اور تعمیری بنانا چاہیے تاکہ ہم معاشرتی ترقی کا حامل بن سکیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2, 2023

سورۃ الماعون قرآنِ پاک کی سورۃ نمبر 107 ہے۔ یہ سورۃ "الماعون "اس لئے کہلاتی ہے کیونکہ اس کی ابتدائی آیت " اَرَ اَیُتَ الَّذِي یُکَذِّبُ بِالدِّیِنِ" کے آغاز میں الماعون لفظ آیاہے۔ یہ سورۃ مکی سورۃ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

یہ سورۃ توحید، عدل، نیکی، احسان اور عقیدتِ اخرت کے اہم مسائل کو پرکھنے اور قومی اور اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے موجودہ حالات کی تنقید کرتی ہے۔

موضوع:

سورۃ الماعون میں غریبوں، مستضعفین اور محتاجوں کے حقوق اور ان کی مدد پر توجہ ہوتی ہے۔ یہ سورۃ معاشرتی انصاف، مدد کرنے کی ضرورت اور خیر خواہی کو بہترین طریقے سے بیان کرتی ہے۔

اہم آیات:

سورۃ الماعون میں کچھ اہم آیات درج ذیل ہیں:

آیت نمبر 1-2:

" اَرَ اَیُتَ الَّذِي یُکَذِّبُ بِالدِّیِنِ. فَذٰلِکَ الَّذِي یَدُعُّ الُیَتِیمَ"

یہ آیات اُس شخص کی تنقید کرتی ہیں جو دین کو جھٹلاتا ہے اور یتیم کو لعنت دیتا ہے۔

آیت نمبر 3-7:

"فَوَیُلٌ لِّلُمُصَلِّینَ. الَّذِینَ هُمُ عَنَ صَلَا تِهِمُ سَاهُونَ. الَّذِینَ هُمُ یُرَاءُونَ. وَیَمُنَعُونَ الُمَاعُونَ"

یہ آیات اُن لوگوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو نماز کو لاپرواہی سے ادا کرتے ہیں، دوسروں کو دکھ دیتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی مدد یں بھی مسترد کرتے ہیں۔

آیت نمبر 7:

"فَوَیُلٌ لِّلُمُصَلِّینَ"

یہ آیت اُن لوگوں کو ڈرسناتی ہے جو نماز کو تکمیل نہیں دیتے۔

فوائد:

سورۃ الماعون ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ایمانداری کے ساتھ عدل، احسان اور انسانیت کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اس سورۃ کی تلاوت اور اس کی تفسیر سے ہمیں معاشرتی مسئلوں کو حل کرنے کے لئے راہنمائی ملتی ہے اور ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اپنے دین کے تعلیمات کو عملی زندگی میں تنسیب دینا چاہیے۔ سورۃ الماعون میں ظاہر ہوتا ہے کہ صرف دینی روزہ وسلوک کافی نہیں ہوتا ہے، بلکہ ہمیں معاشرتی زندگی میں بھی نیکی، خیر خواہی اور انصاف کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ذیل میں ہم سورۃ الماعون کا تفصیلی تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مختصر تعارف:

سورۃ الماعون قرآن کی ایک سورت ہے جو ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ یہ ایک رکوع اور سات آیات پر مشتمل ہے۔ اصطلاحاً "ماعون" کا مطلب ہے عام، روزمرہ کی چیزیں جو عام طور پر استعمال ہوتی ہیں یا ضرورت ہوتی ہیں۔ اسے سورۃ الماعون اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ آخری آیت میں موجود ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ سورت جزوی طور پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی، خاص طور پر کفار مکہ جیسے ابوجہل، عاص بن وائل وغیرہ کو مخاطب کر کے۔ سورہ کا بقیہ حصہ مدینہ میں نازل ہوا، خاص طور پر عبداللہ ابن ابی سلول کو مخاطب کرتے ہوئے، جو ایک منافق تھا۔[1]

سورۃ الماعون کا بنیادی خلاصہ

قیامت کے دن کا اِنکار انسان کو ظالم بناتا ہے اور انسانیت کے احساس کو مٹا دیتا ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والے اکثر اپنے آگے کی دنیا کی موقت فائدے کو اہمیت دیتے ہیں، جبکہ آخرت کی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اس طرح کے انسانوں کے دلوں سے انسانیت کی محبت، انصاف اور معاونت کی باتیں گزر جاتی ہیں اور وہ دیگر افراد کے حقوق کو نظر انداز کر کے زیادہ طاقتور یا زیادہ دولت مند معاشروں کے طرز عمل کا پیروی کرتے ہیں۔

قیامت کے دن کا انکار اس انسان کو ریاکار بناتا ہے، جس سے وہ اپنے خداوند کے حکموں کو نظر انداز کرتا ہے اور آخرت کے حساب کی فکر نہیں کرتا۔ اس کی وجہ سے وہ دنیاوی مال و دولت میں اپنے حصہ کے لئے بخل اور حرص وہوس کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، جس سے اس کا اخروی حساب متاثر ہوتا ہے۔

اس لئے اسلام میں انسان کو اخروی زندگی کے لئے بھی آمال کرنے اور دنیا میں بھی انصاف، برابری، احسان، انسانیت اور محبت کی بنیادوں پر عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

قرآن و سنت میں عدل اور انصاف کو پاسبانی کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس سے انسانیت کے احساسات کو حفظ کیا جا سکتا ہے اور اخروی زندگی کیلئے بہترین تیاری کی جا سکتی ہے۔

بُرے کردار کا عادی بننا اور اچھے کردار کو نظر انداز کرنا انسان کی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ سورۃ ہمیں اخلاقیت کی اہمیت سمجھاتی ہے اور ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اچھے کردار کو نیک نیت سے پیش کرنا چاہئے۔ یہ سورۃ اسلامی اخلاقیات کے تعلیمات کو ترویج کرتی ہے۔ اس کے ذریعے ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ حقیقت میں ایمان کا ثبوت صرف مذہبی پہناوے کی پابندی سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کے پس منظر نیکی، انصاف، احسان اور مدد کرنے کا عمل ہوتا ہے۔

اس سورۃ کے تحت، اگر ہم صرف مذہبی پہناوے کی پابندی کریں اور دوسروں کی مدد نہ کریں، مظلوموں کے حقوق کو نظر انداز کریں، اور بدتمیزی اور برائی کے کردار میں ملوث ہوں، تو ہمارا کردار برائیوں کی جڑ سے ہوگا۔ یہ سورۃ ہمیں اپنے کردار کی نگرانی کرنے، اچھے کردار کو پیش کرنے اور برائیوں سے احترام کرنے کی تربیت دیتی ہے۔ ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ہمارے کردار کی اصل پہچان اخلاقیت اور نیک نیت سے پیش آنا ہوتی ہے۔

سورۃ الماعون کے بنیادی مضامین

اس سورۃ میں کفار و مشرکین اور منافقین کے چار بنیادی رذائل کا بیان ہے

1. بخل یعنی کنجوسی
2. نمازوں کی ادائگی میں سستی ولاپرواہی
3. ریاکاری و دکھلاوا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2, 2023

4. دوسروں کی خیر خواہی نہ کرنا

1. بخل (کنجوسی):

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں نقل فرماتے ہیں:

یعنی مذہب کی تکذیب کرنے والے شخص کی اخلاقی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے اور وہ اپنے خاندان اور دیگر صاحب ثروت لوگوں کو مسکین کے لئے کھانا دینے کی بات نہیں کرتا۔[2]

وہ شخص جو دین کو جھٹلاتا ہے اور یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مالداروں کو مسکینوں کی مدد کرنے کی ترغیب نہیں دیتا، اس کا اخلاقی حال واقعی بہت ناپسندیدہ ہے۔ ایسا کردار انسانیت کے معیاروں سے بہت دور ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص دین کو جھٹلاتا ہے اور معاشرتی اخلاقیات کو نظر انداز کرتا ہے، تو یہ اس کے اخلاقی حال کی عکاسی کرتا ہے۔ ایسے شخص کا اخلاقی حال بہت بری ہوتا ہے اور وہ ایک منافق کے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ یتیم کو دھکے دینا یا اس کی ترقی کو روکنا اخلاقیت کی ناقصی کا اظہار ہے۔ یتیموں کے حقوق کا خیال رکھنا اور ان کی مدد کرنا اسلامی اخلاق کا حصہ ہے اور ہمیں یتیموں کی خاصیت کو احترام دینا چاہئے۔

صاحب حیثیت لوگوں کو اس بات پر اکسانا کہ وہ مسکینوں کو کھانا نہ کھلائیں اور ان کی مدد بھی نہ کریں یہ بھی اخلاقیت کی ناقصی کی نمونہ ہے۔ ترغیب نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اندرونی خواہشات کی بنا پر خرچ کرنا پسند کرتے ہوں یا ذاتی فائدہ کی خاطر دیگر مالداروں کو مدد نہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوں۔

مجموعی طور پر، جب کوئی شخص دین کو جھٹلاتا ہے اور اخلاقی معیاروں کا خیال نہیں رکھتا، تو اس کا اخلاقی حال بہت نامناسب ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق کے تحت ہمیں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا چاہئے، ان کی مدد کرنا چاہئے اور خیر خواہی کرنا چاہئے۔ اسلام میں یتیموں اور مسکینوں کی حمایت کرنے کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ بہت سی آیات، قرآن مجید میں ہیں، جو یتیموں کی خاص ضرورتوں کی پابندی اور ان کی حفاظت پر زور دیتی ہیں۔ ایک مومن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق، یتیموں کی مدد اور حمایتی ہونا چاہئے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جب کسی یتیم کی جائیداد کو اپنے مال میں شامل کر کے اسے مصرف کیا جائے (مختلف طریقوں میں)، تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے الگ الگ بھی اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ یہ واضح ہے کہ یتیموں کو تحفے دیے جاسکتے ہیں، مگر ان سے تحفے لینا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر وارثوں میں یتیم بھی ہوں، تو ان کے حصے سے صدقہ دینا، اور اس خوراک کو استعمال کرنا حرام ہے۔ پہلے جائیداد تقسیم کریں، پھر بالغ وارث اپنی مال سے صدقہ دے سکتا ہے۔"[3]

یتیم اور مسکین کی کفالت کے فضائل

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور جہاں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے وہ بدترین گھر ہے۔"[4]

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرتے ہیں:

"غریب لوگ دولت مندوں سے 40 سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اے عائشہ! غریبوں سے منہ نہ موڑو، خواہ تمہارے پاس کھجور کا دانہ ہی کیوں نہ ہو، انہیں دے دو، اے عائشہ! غریبوں کو اپنے قریب رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن ان کے قریب کر دے۔"[5]

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص محض اللہ کی رضا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے ،(ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئے) تو اس کے لیے ہر بال کے بدلے ثواب ہے۔ اور اگر کوئی کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ حسن سلوک کرے گا تو میں اور وہ شخص جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (اس کی مثال کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو ملایا)۔" [6]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے عزیز یا غیر رشتہ دار یتیم کے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرے اور یہ شفقت خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے ہو تو اس کے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے میں اسے ثواب ملے گا۔ ذرا ان انعامات کی وسعت کا اندازہ اس وقت لگائیں جب کوئی یتیم پر خرچ کرنے، ان کی خدمت کرنے اور ان کی تعلیم و پرورش کے اضافی کاموں پر صرف کرے۔ [7]

حقیقت میں، ایک سچے مسلمان کو یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے کی ترغیب ہونی چاہئے۔ اسلام میں مسلمانوں کو یتیموں کی دیکھ بھال کرنے، ان کو پرورش دینے اور معاشرتی سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے۔ یہ معاشرتی مسئلہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایک اچھے مسلمان کا کردار انسانیت، احسان و خیر خواہی کو پیش کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ یہی ہماری معاشرتی بہتری کے لئے ضروری ہے۔

2. نمازوں میں سستی و لاپرواہی:

سورۃ الماعون میں ایک عیب سستی و لاپرواہی ہے جو نماز کی ادائیگی میں ہوتی ہے۔ یہ اسلامی عبادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنے اور نماز کو بے خیالی سے ادا کرنے کا مذموم کردار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ [8]

ترجمہ: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ۔

تفسیر صراط الجنان کے حوالے سے اس کی وضاحت میں یہ ہے کہ:

اس سے مراد وہ منافق ہیں جو تنہا ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ اپنے فرض کو نہیں مانتے۔ تاہم، جب وہ دوسروں کے سامنے ہوتے ہیں، تو وہ متقی ہونے کا بہانہ کرتے ہیں، اپنے آپ کو عبادت گزار کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اپنی تقویٰ کا مظاہرہ کرنے کے لیے بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں، حالانکہ وہ اصل میں نماز کے اصل جوہر سے غافل ہوتے ہیں۔۔ [9]

نماز سے غفلت کی چند صُورتیں

یہ صورتیں نماز کی پابندی، صحیح وقت پر نماز کی ادائیگی، فرائض وواجبات کی صحیح طریقے سے ادائیگی، باجماعت نماز کی اہمیت، نماز کی پرواہ کرنے کی عدم توجہ، تنہائی میں قضا کرنا اور عوام کے سامنے نماز پڑھ لینا کو شامل کرتی ہیں۔

یہ غفلت کی صورتیں ہیں جو نماز کے حقوق کو نظر انداز کرتی ہیں اور نماز کے اصولوں کا خیال نہیں رکھتیں۔ ایک سچے مسلمان کے لئے نماز ایمان کی ستون ہے اور اس کی پابندی، ادائیگی اور احترام کرنا بہت اہم ہے۔ نماز کی پابندی سے بے پروائی کرنا یا نماز کو صحیح وقت پر نہ پڑھنا اخلاقی حال کی عدم توجہ کی نمونہ ہے۔ نماز کی اہمیت و فضیلت کے پیشِ نظر ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری نمازوں میں توجہ، احترام اور ادائیگی کیسی ہونی چاہئے۔

نماز دِین کا اَہم ترین رُکن ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا [10]

"پھر ان کے بعد ایک ایسی نسل آئی جس نے نماز کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ وہ عنقریب وہ دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے۔"

نماز کے ارکان کو صحیح طریقے سے ادا نہ کرنا اور باجماعت نماز کی اہمیت کو نظر انداز کرنا بھی غفلت کی علامت ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کو فرائض واجبات کو صحیح طریقے سے ادا کرنے پر توجہ دینی چاہئے اور باجماعت نماز کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔

عوام کے سامنے نماز پڑھ لینا اور علیحدگی میں ادائیگی نماز میں کوتاہی بھی نماز کی پرواہ کرنے کا عدم توجہ کی نمونہ ہے۔ ایک مسلمان کو نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور نماز کی ادائیگی کو عوام کے سامنے دکھانا چاہیے تاکہ دوسروں کو نماز کی اہمیت کا علم ہو سکے۔

نماز کی ادائیگی میں غفلت یا سستی اور کاہلی صورتیں

1. نماز پابندی سے نہ پڑھنا:

جب کوئی شخص اپنی نماز کی پابندی کو نظر انداز کرتا ہے اور نمازوں کو مستحکم کرنے کی جگہ آدھی یا کچھ نمازیں چھوڑ دیتا ہے۔

2. صحیح وقت پر نہ پڑھنا:

جب شخص نماز کو ادا کرنے کا مناسب وقت پر نہیں پڑھتا ہے۔ وقت پر نماز نہ پڑھنا نمازوں کی اہمیت کو نظر انداز کرنے کا اظہار ہے۔

3. درست ادائیگی نہ کرنا:

جب شخص نماز کے فرائض وواجبات کو درست طریقے سے ادا نہیں کرتا، جیسے کہ وضو کا صحیح طریقے سے نہ کرنا، رکوع اور سجدوں کو صحیح انداز سے نہ کرنا، وغیرہ۔

4. باجماعت نماز نہ پڑھنا:

جب شخص شرعی عذر کے بغیر باجماعت نماز نہ پڑھتا ہو، مثلاً بغیر ایک عذر کے مسجد میں جماعت سے دور رہنا۔

5. نماز کی پرواہ نہ کرنا:

جب شخص نماز کی اہمیت کو نظر انداز کرتا ہے اور نماز کی پابندی، ادب اور خشوع کو نہیں سمجھتا۔

6. قضاو ادا میں فرق:

جب شخص نمازوں کو تنہائی میں قضا کرتا ہے، یعنی جب نمازوں کو وقت سے پہلے یا بعد میں ادا کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کا مقصد ادائیگی، رضا الٰہی نہیں بلکہ دوسروں کے منہ اپنی تعریف سننا ہے۔

یہ صورتیں نماز سے غفلت کا نمونہ ہیں اور اس کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اگر ہم نمازوں کو سنجیدگی سے نہیں ادا کریں گے، تو ہماری نماز میں قبولیت اور اخلاقیت کی کمی ہو سکتی ہے۔ ایک مؤمن کے لئے نماز ایمانیت اور روحانیت کی مہمانی کا وقت ہوتی ہے، اس لئے ہمیں نماز کی پابندی کرنی چاہئے اور اس کو صحیح طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔

3. ریاکاری:

سورۃ الماعون میں ریاکاری کی نشاندہی کی گئی ہے جو اظہارِ اعمال اور عبادات کو خواہشِ دیگران کے لئے کرنا ہے، نہ کہ خدا کی خواہش کے لئے۔ ریاکاری ایمانیت کو کمزور کرتی ہے اور منافقت کا رویہ ہوتی ہے۔

قیامت کا اِنکار کرنے والوں کا تیسرا نقص یہ بیان ہوا کہ وہ ریاکاری کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ [11]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2, 2023

وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ منافق اپنا مذہبی فریضہ مثلاً نماز اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔۔[12]

ریاکاری کسے کہتے ہیں؟

اسلامی نقطہ نظر سے، ریاکاری کا مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے لوگوں کے سامنے مذہبی عمل یا عبادت کرتا ہے لیکن اس کا اصل مقصد اللہ پاک کی خوشنودی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو دکھانا ہوتا ہے۔ یہ معمولاً منافقین کا عمل ہوتا ہے جو دینی اعمال کو صرف ظاہری طور پر ادا کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی عبادت کو دیکھیں اور انہیں سمجھیں کہ وہ نیک ہیں اور چاہیں تعریف کریں یا مال دیں۔ ایسے شخص کو ریاکار کہا جاتا ہے۔۔[13]

ریاکاری بہت ہی بُری بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَن کَانَ یُرِیدُ الحَیٰوۃَ الدُّنیَا وَزِینَتَھَا نُوَفِّ اِلَیھِم اَعمَالَھُم فِیھَا وَھُم فِیھَا لَا یُبخَسُونَ [14]

"جو دُنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں:

"منافقین (ریاکاروں) کو ان کی ظاہری نیکی کا بدلہ اس دنیا میں ہی ملتا ہے اور ان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جاتا۔[15]

ریاکاری ایک ایسا فعل ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے بجائے اپنے اعمال، عبادات یا نیکیوں کو دوسروں کو دکھانے کے لئے کرے۔ یہ ایک منافقت کا رویہ ہے جو انسان کی اخلاقیات کو کمزور کرتا ہے اور اس کے عملوں کی صداقت کو مختل کرتا ہے۔

ریاکاری کا اصل مقصد

ریاکاری کا اصل مقصد دوسروں کی تعریف اور دیکھا دکھی کے لئے ہوتا ہے۔ ریاکار اعمال کو نیک بنانے کی بجائے ان کو دکھانے پر توجہ دیتا ہے تاکہ لوگ اس کو محبوب یا پر عزم انسان سمجھیں۔ یہ اعمال شخصیت کو مصنوعی بنا دیتے ہیں اور اصل مقصد اور انتہائی خالصیت کی بجائے نمائشیت اور دوسروں کے تعریف کے لئے کی جاتی ہیں۔

ریاکاری کے چند علامات

1. اعمال کی نمائش: ریاکار اعمال کو دکھانے کے لئے محنت کرتا ہے، مثلاً نماز، روزہ، صدقہ یا دیگر عبادات کو دوسروں کے سامنے زیادہ توجہ دیتا ہے۔

2. دوسروں کی تعریف کا طلبگار ہونا: ریاکار دوسروں سے تعریف، تحسین یا توجہ کی امید رکھتا ہے۔ وہ اپنے اعمال سے دوسروں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ ایک نیک انسان ہیں۔

3. معاشرتی وسائل میں دکھاؤ: ریاکاری میں شخص اپنے عملوں کو معاشرتی وسائل کی مدد سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، مثلاً سمجھوتے، تعریفیں، یا دوسروں کے سامنے نیک اعمال کا زوردار بیان کرنا۔

ریاکاری اخلاقی معیاروں کے خلاف ہے اور یہ ایمان کی خواص کو ضعیف کرتی ہے۔ ایک مسلمان کو ریاکاری سے بچنا چاہئے اور اپنے عملوں کو خدا کی خواہش کے لئے صاف دل سے کرنا چاہئے۔ ریاکاری کی جگہ اخلاص اور صداقت کو رکھنا چاہئے تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا خیال رہے اور اچھے کردار کے ساتھ راستہ اختیار کریں۔

4. دوسروں کی خیر خواہی نہ کرنا:

سورۃ الماعون میں دوسروں کی خیر خواہی کو نظر انداز کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انسانیت کی خاصیت ہے کہ ہمیں دوسروں کی مدد، معاونت اور خیر خواہی کرنی چاہئے۔

قیامت کو جھٹلانے والوں کا چوتھا اور آخری وصف جو سُورۂ مَاعُون میں بیان ہوا، وہ یہ کہ

وَيَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ (۷) [16]

ترجمہ: اور برتنے کی معمولی چیزیں بھی نہیں دیتے۔

لفظ "ماعون" کا معنی "عمومی استعمال کی چیز"۔ مطلب یہ ہے کہ منافقین اتنے کنجوس، بے حِس اور بے پرواہ ہیں کہ اگر کوئی ان سے عام استعمال کی معمولی سی چیز بھی مانگ لے تو یہ دینے سے اِنکار کر دیتے ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں:

"ایک شخص کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں ایسی چیزیں رکھے جن کی پڑوسیوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں بلاقیمت دے دیا کرے۔" [17]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ:

کسی کو نمک، آگ اور پانی سے منع نہ کرو۔ حضور پاک ﷺ نے بتایا کہ جو شخص کسی کو آگ دیتا ہے، اس نے گویا اپنے گھر سے پکا ہوا کھانا خیرات کیا۔ اسی طرح جو شخص کسی کو نمک دیتا ہے، وہ گویا اس نمک سے بننے والی ہر چیز کو خیرات کرنے کا اجر پاتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلاتا ہے، وہ ایسے ہے جیسے غلام کو آزاد کیا۔ اور جو شخص مسلمان کو وہاں ایک گھونٹ پانی پلاتا ہے جہاں پانی عام طور پر نہیں ملتا، اس نے گویا اسے زندگی عطا کی ہے۔ [18]

خلاصہ بحث:

سورۃ الماعون ایک اہم سورۃ ہے جو معاشرتی اخلاق اور روابط کے بارے میں ہمیں سکھاتی ہے۔ اس سورۃ کی تلاوت اور تفسیر ہمیں معاشرتی مسائل کو سمجھنے اور اپنے کردار کو بہتر بنانے کی راہ دکھاتی ہے۔ یہاں کچھ معاشرتی مسائل اور ہمارے کردار کے بارے میں سورۃ الماعون کے مطابق خلاصہ عرض کرتا ہوں:

1. نماز اور اخلاص:

سورۃ الماعون میں نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ، ادائیگی نماز میں اخلاص بھی ضروری ہے۔ یہ سورۃ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ حقیقت میں نماز اس وقت مقبول ہوتی ہے جب ہم اخلاص کے ساتھ نماز ادا کریں۔ یہ ہمیں سمجھاتی ہے کہ نماز صرف روزہ و قواعد کی پابندی کے لئے نہیں بلکہ خدا کی رضا کی خاطر ادا کی جانی چاہئے۔

2. اخلاقی قابلیتوں کا حامل بننا:

سورۃ الماعون میں یہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ ہمیں اخلاقی قابلیتوں کا حامل بننا چاہئے۔ ہمیں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا چاہئے اور دوسروں کی مدد کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اخلاقیت کے قوانین پر عمل کرتے ہوئے ہم معاشرتی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2, 2023

3. غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد:
سورۃ الماعون میں اخلاقی اقتدار کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ہمیں دیکھایا گیا ہے کہ معاشرتی تعاملات میں ہمیں غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرنی چاہئے۔ یہ ہمیں انصاف، احسان اور مہربانی کے قوانین پر عمل کرنے کو کہتی ہے۔

4. ترقی کی خواہش:
سورۃ الماعون میں ترقی اور زندگی کو بہتر بنانے کی خواہش کی بات کی گئی ہے۔ ہمیں یاد دلایا گیا ہے کہ ہمیں صرف اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے، بلکہ دوسروں کی ترقی اور خیر خواہی کی پرواہ کرنی چاہئے۔ سورۃ الماعون ہمیں معاشرتی زندگی میں نیکی، اخلاص اور احسان کا اہمیت سمجھاتی ہے۔ ہمارا کردار ان اصولوں پر مبنی ہونا چاہئے تاکہ ہم معاشرتی بہتری کا حامل بن سکیں۔ اس سورۃ کو سمجھنے اور عمل میں لانے سے ہم معاشرتی روابط کو مستحکم بنا سکتے ہیں اور ایک بہتر معاشرے کا حصہ بن سکتے ہیں۔
سورۃ الماعون ہمارے اخلاقی مسائل کی تربیت کرتی ہے اور ہمارے کردار کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں بد عملی سے دور رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اچھے کردار، اخلاقیت، انصاف اور خیر خواہی ہمارے اسلامی اعتقادات کا حصہ ہونا چاہئیں۔

حواشی و مراجع

---

1 ماخوذ تفسیر صراط الجنان، پارہ:30، سورۂ ماعون

2 روح البیان، پارہ30، سورۃ الماعون، جلد10، ص536

3 تفسیر نور العرفان، پارہ4، ص95

4 سنن ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ص:593، حدیث:3679

5 سنن ترمذی، کتاب الزہد ص562، حدیث2352

6 مسندِ امام احمد، جلد:9، صفحہ:204، حدیث:22922۔

7 مرآۃ المناجیح، جلد:6، صفحہ:562

8 القرآن الکریم، پارہ30، سورۃ الماعون، آیت5

9 تفسیر صراط الجنان، پارہ30، سورۃ الماعون، جلد10، ص840

10 القرآن الکریم، پارہ16، سورۃ مریم، آیت59

11 القرآن الکریم، پارہ30، سورۃ الماعون، آیت6

12 تفسیر صراط الجنان، پارہ30، سورۃ الماعون، جلد10، ص841

13 الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ، جلد:1، صفحہ:76۔

14 القرآن الکریم، پارہ12، سورۃ ہود، آیت15

15 تفسیرِ طبری، پارہ:12، سورۂ ہود، زیرِ آیت:15، جلد:7، صفحہ:13۔

16 القرآن الکریم، پارہ30، سورۃ الماعون، آیت7

17 تفسیرِ خازن، جلد4، ص479

18 سنن ابنِ ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، ص396، حدیث2474